www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نعت گوئی کے آداب اور حدودِ شرعیہ

مکرمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نعتِ نبوی، معروف صنفِ سخن ہے۔ مسلمان ہی نہیں غیر مسلم شعراء نے بھی بارگاہِ نبوت میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ نعت گوئی کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر شرعی اعتبار سے روشنی ڈال کر رہنمائی فرمائیے!

۱۔ نعت گو شعراء عام طور پر مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ مبالغہ کس حد تک جائز ہے؟

۲۔ عام نعت گو شعراء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست تخاطب کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو بالتفصیل وضاحت فرمائیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

دعا خواہ

اختر راہی ۲۹/۸/۷۵

★ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ۸ ستمبر ۷۵ء

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ صرف نعت ہی نہیں ہر طرح کے کلام میں مبالغہ صرف اس حد تک جائز ہے کہ اس کے پیچھے یا اس کے نیچے اصل حقیقت بالکل چھپ کر یا دب کر نہ رہ جائے بلکہ ہر سامع و قاری بآسانی سمجھ لے کہ حقیقتِ نفس الامری کیا ہے جسے مبالغے کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ شعر ہے۔

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس شعر کے پہلے مصرع میں مبالغہ تو ہے لیکن دوسرے مصرعے نے یہ واضح کر دیا ہے کہ مقصودِ کلام یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و صفات میں جامعیت اور ہمہ گیری تھی۔ دوسرا شعر یہ ہے۔

کیا شانِ احمد کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر چمن میں محمد کا نور ہے

اس شعر میں ایسا مبالغہ ہے جس کی اجازت ذاتِ باری کی شانِ وحدانیت و خلاقیت نہیں دیتی اور اس کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست تخاطب میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس کی پشت پر یہ عقیدہ کارفرما نہ ہو کہ آنحضورؐ ہر خطاب کو بلاواسطہ اور بلا استثناء اس طرح سن رہے ہیں جس طرح اس دنیا میں ایک متکلم دوسرے کا کلام سنتا ہے۔ اس کے بجائے اسے عالم تصور کا خطاب سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا اور ہمارے ہدیۂ عقیدت کو اس قابل سمجھے گا تو آنحضورؐ تک اسے پہنچا دے گا۔

عام نعت گو شعراء جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معشوقِ نازنین فرض کر کے آپ کے سراپا کی تفصیل بیان کرتے ہیں اور آپ کے جسد عنصری بلکہ اعضائے مبارک کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ اندازِ کلام ناپسندیدہ اور سوئے ادب کا پہلو رکھتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و محاسن بیان کرتے وقت وقار و متانت اور تعظیم و تقدیس کی روش اختیار کرنی چاہیے۔

خاکسار
ابو امد علی

★ حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ مبالغہ ایسا جائز نہیں ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ نبوت اور مقامِ رسالت سے اٹھا کر الوہیت کے حدود میں داخل کر دیں۔ اس طرح کرنا ناجائز ہے۔ باقی مقامِ رسالت کے اندر ہر قسم کی تعریف جائز ہے۔ مثلاً عصمتِ انبیاء کے عقیدہ سے حسان بن ثابت کا یہ شعر۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ... كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

۲۔ اگر خطاب کرنے والا اس عقیدہ سے خطاب کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو پھر یہ حرام ہے۔ شرک و کفر تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر صرف محبت کے اظہار کے لیے ہو یا درود و صلوٰۃ میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس لیے خطاب کرتے ہیں کہ فرشتے درود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں تو اس صورت میں جائز و درست ہے۔

گوجرانوالہ

★ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

الجواب ومنہ الصدق والصواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا نظم میں اور نثر میں بہت بڑی سعادت ہے اور بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ البتہ شریعت اسلامیہ میں چونکہ حدود کی رعایت کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ لہٰذا نعت گوئی میں جھوٹ کی تو بالکل گنجائش نہیں اور ایسا مبالغہ جو حدود جھوٹ میں داخل ہو وہ بھی جائز نہیں۔ تشبیہ اور استعارہ کلام میں استعمال کر لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے اور صیغہ حاضر سے خطاب کرنا اس عقیدے کے ساتھ تو بالکل ہی حرام ہے کہ آپ کو حاضر و ناظر سمجھا جائے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو بلکہ اس تصور و تخیل سے خطاب ہو کہ جیسے میں آستانہ میں حاضر ہوں تو اس کی گنجائش ہے مگر بچنا اس سے بھی افضل ہے کیونکہ بہت سے عوام اس طرح کے شعر سن کر حاضر و ناظر والے عقیدے ہی کی طرف ذہن لے جاتے ہیں۔

العبد محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۱۴/۱۲/۹۶ھ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

★ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

الجواب باسمہ تعالیٰ

نعت گوئی مبارک ہے، مبالغہ اگر حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کرے تو گنجائش ہے۔ وہ مبالغہ جو کفر و شرک اور صریح جھوٹ پر مشتمل ہو کسی حال میں درست نہیں۔ صیغہ تخاطب کا استعمال شعراء کے یہاں عام ہے۔ اگر عقیدہ حاضر ناظر نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
عبدالسلام عفا اللہ عنہ
دار الافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن
کراچی ۵
۲۲ رمضان

★ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب

الجواب

۱۔ شعر کی بنیاد ہی مبالغہ پر ہے اس لیے شعر میں مبالغہ کی گنجائش ہوتی ہے۔ بشرطیکہ کسی نص قطعی یا عقل کے خلاف نہ ہو۔ نعت نبوی میں بھی اس حد تک جائز اور روا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم۔ میری مدح اور تعریف میں عیسائیوں کی طرح مبالغہ آرائی نہ کرنا۔ اس فرمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں جیسی مبالغہ آرائی سے منع فرمایا ہے۔ مطلقاً مبالغہ آرائی سے منع نہیں فرمایا۔

۲۔ شعر میں ممدوح کو مخاطب کرنا شعراء کا عام معمول ہے۔ عربی اشعار اس سے بھرے پڑے ہیں۔ اس تخاطب سے مراد محبت، دلی وابستگی اور تحسر ہوتا ہے۔ ایسا تخاطب تو جائز ہے لیکن اگر اس تخاطب سے مراد ممدوح کو پکارنا ہو اور یہ خیال کرنا ہو کہ مخاطب ہماری بات کو سن رہا ہے۔ اور وہ حاضر و ناظر ہے تو ایسا تخاطب جائز نہیں ہوگا۔ یہ صفت تو صرف اللہ جل شانہٗ کی ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جواب درست ہے

محمد چراغ مہتمم جامعہ عربیہ

★ مفتی جمیل احمد تھانوی

الجواب

۱۔ اس حد تک کہ کوئی ناجائز، یا گستاخی یا دوسرے انبیاء کی تحقیر یا صفاتِ باری میں شریک نہ کیا جائے ورنہ گناہ بن جائے گا۔ خود صفات وخصوصیات اس قدر ہیں کہ ان کا بیان دفتروں کے دفتروں سے پورا نہیں ہوسکتا۔ مبالغہ کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں اصل کمالات نہ ہوں یا کم ہوں مگر ناجائز تک نہ پہنچیں تو گوارا ہے۔

۲۔ براہِ راست تخاطب کی چند صورتیں ہیں بعض شرک، بعض گناہ بعض جائز ہیں۔ اگر یہ سمجھا کہ حضورؐ بھی حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ موجود (بوجود علمی) اور دیکھنے سننے والے حاضر وناظر ہیں تو خدائی صفت میں شریک کرنا ہے شرک وکفر ہے اور ۲ اگر یہ سمجھا کہ ہماری پکار وخطاب کو فرشتے حضورؐ تک پہنچا دیتے ہیں تو یہ بے ثبوت ہے صرف درود شریف پہنچانا ثابت ہے اور ۳ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور مبارک ذہن میں لے کر کہتے ہیں تو یہ جائز ہے کہ تصور ہر شے کا ہوسکتا ہے اس میں کوئی خلل نہیں اور بزرگوں کے کلام میں یہ موجود ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر[1]

---

[1] یہ چار مصرعے جس قدر مشہور ہیں، اسی قدر شاعر کے تعین میں غلطی ہے۔ شیخ سعدی کی کسی کتاب میں یہ مصرعے نہیں البتہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں ملتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

التحیات میں السلام علیک ایہا النبی موجود ہے اور سب مسلمانوں کو پڑھنا واجب ہے اور ساری دنیا اس میں شریک ہے کہ ہر زندہ اپنے مردہ کو کہا کرتا اے فلاں تو ایسا تھا ویسا تھا تو یہ شرک نہیں، جرم نہیں درست ہے کہ تصوری بات ہے۔

★ مولانا عزیز زبیدی وار برٹن۔

الجواب

مبالغہ جائز ہے، نہ کہ غلو۔ جسے ہم مبالغہ کہتے ہیں، شاعری میں "حسن" کہلاتا ہے۔ فکر و نظر کی ندرت، رفعت رعنائی اور دلربائی اس کی وہ زمین ہے جہاں سے شاعری کے گل و لالہ اگتے، پھلتے اور پھولتے ہیں۔ گویا کہ ایک حد تک مبالغہ، شعر کے پیرایۂ بیان کا طول و عرض ہے، جس سے اُسے بالکلیہ پاک رکھنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے ـــــ اصل بات یہ ہے کہ بات جہاں آکر بگڑتی ہے وہ صرف مبالغہ نہیں وہ اسراف اور غلو ہے جو جاہلی شاعری کی جان اور خمیر ہے اور اس میں یہ آفت دو طرح سے داخل ہوتی ہے۔

۱۔ شاعرانہ تخیل کی بنیاد وہم پرستانہ ہو۔

۲۔ یا وہ نفس پرستی اور عیاشی پر مبنی ہو۔

کیونکہ اب شاعری بام ثریا سے پستی کی طرف لڑھکنا شروع ہو جاتی ہے مگر شاعر کا بیمار ذہن اسے محسوس نہیں کر پاتا۔

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (کہف)

وہم پرستی۔ وہم پرستی کی راہ سے "جاہلیت" کی مکروہ قدریں ایک ایک کر کے شاعری میں داخل ہوتی ہیں اور اسے داغدار کر کے رکھ دیتی ہیں۔ چنانچہ شاعری کا رخ بلندی کے بجائے پستی کی طرف ہو جاتا ہے جس کے منہ سے اب پھول نہیں جھڑتے۔ شرک و بدعت کے بگولے پھوٹتے ہیں۔ یہ مبالغہ ہے لیکن غالیانہ۔

نفس پرستی۔ نفس پرستی کی زمین سے "شراب و کباب" کی دنیا ابھرتی ہے جس کی وجہ سے شاعری نفس و طاغوت

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کی چاکری کے فرائض انجام دیتی ہے اور فسق و معصیت کے لیے راہیں ہموار کرتی اور ابن آدم کو بہیمیت کی راہ پر ڈال کر اس کی بہیمانہ پستیوں کا تماشا دیکھتی ہے۔ یہ بھی مبالغہ ہے مگر مسرفانہ۔

یہ تو وہ داخلی امور ہیں جو نعت گوئی کی عافیتوں کو غارت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ خارجی مفاسد بھی ہیں جن کی وجہ سے نفس نعت گوئی "بجا" ہونے کے باوجود ممنوع ہو سکتی ہے مثلاً اس کے ساتھ منہیات شامل ہو جائیں جیسے

ا۔ ساز مثلاً طبلہ وغیرہ

ب۔ فلمی لَے، بازاری اور غیر سنجیدہ گلوکاری، جیسے قوالوں کی قوالی یا کما ویلحون اہل العشق (مشکوۃ)

ج۔ ایسا ماحول جو نعتیہ کلام سے اتباع کے بجائے غلط تحریکات اخذ کرے ——— یا وہ کلام جو ماحول کے مزاج اور استعداد سے بالاتر ہو (کلموا الناس علی قدر عقولہم)

اگر کوئی شعر ان بیماریوں سے پاک ہے تو وہ مبالغہ نہیں شاعرانہ زینتیں ہیں، روح القدس سے جن کی تائید کی توقع کی جا سکتی ہے کیونکہ ایسی شاعری سنجیدگی اور روحانی قدروں کے منافی نہیں رہتی۔ کیونکہ شاعر بات کی معنوی رعنائیوں کے موتی شاعری کی پاکیزہ لڑی میں پرو کر آپ کے سامنے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے کچھ برا نہیں کرتا ——— اصل بات ذوق و شعور کی غواصی کی ہے، جو شخص اس باب میں جتنا راسخ ہوتا ہے، اس کے کلام میں اتنا ہی اچھوتا پن پایا جاتا ہے جسے کم ذوق انسان مبالغہ تصور کرتا اور ایک باذوق شخص اس کو ایک نادر "دریافت" تصور کر کے اس کی داد دیتا ہے ——— بہر حال نعت گوئی میں "مطلق مبالغہ" برا نہیں، غالیانہ یا مسرفانہ برا ہے۔ اب اگر کوئی شخص رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و مرتبت، شرف و مزیت یا آپ کے فکر و عمل کی ندرت، دلآویزی اور معنوی حسن و جمال کے لیے حسین اور محیر العقول پیرایۂ بیان اختیار کرتا ہے تو اس کی حوصلہ شکنی ہم مناسب نہیں سمجھتے۔

۶۔ براہ راست تخاطب۔ یہ بھی دراصل "مبالغہ" کی ہی ایک شکل ہے۔ اس میں بھی "حضور بخاطب" والی بات نہیں ہوتی دراصل اپنی طبیعت کے "استحضار" کی بات ہوتی ہے۔ یوں تصور کیا جائے کہ شاعر فورِ جذبات کی وجہ سے اپنے آپ کو "ممدوح" کے پاس محسوس کرتا ہے، یہ نہیں کہ اسے اپنے پاس حاضر تصور کرتا ہے ——— یہ وہ اعتباری فرق ہے جسے کم سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے اس لیے جو بات بالکل سادہ تھی، وہ تنگ نظر بن گئی ہے انسان کے ذہنی تصورات کی حد پرواز کا یہ اعجاز ہوتا ہے، ذہنی ممدوح کا نہیں ——— یہاں ٹریفک یک طرفہ ہے مگر احباب اسے دو طرفہ بنا کر دو انتہاؤں کی طرف چلے گئے ہیں، ایک نے اس سے ممدوح کے حاضر و ناظر کا فلسفہ ایجاد کر لیا، دوسرے نے اسے شرک و بدعت کی بات تصور کر لیا۔

ایک شاعر سینکڑوں میلوں سے اپنے ممدوح کے در و دیوار کو مخاطب کرتا ہے۔ گھر بیٹھے پھولوں سے باتیں ہوتی ہیں، چاند اور ستاروں سے خطاب کیا جاتا ہے اور اجڑی بستیوں سے حال پوچھا جاتا ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کیا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ کوئی شاعر انھیں حاضر و ناظر خیال کرتا ہے۔ دراصل یہ بات ممدوح کی بات نہیں اپنے اپنے ذہنی استحضار کی بات ہے۔ اگر کوئی شخص واقعی ممدوح کو حاضر و ناظر تصور کر کے مخاطب کرتا ہے تو وہ ذہنی بیمار ہے، اس کی کوئی بھی بات قابلِ اعتبار نہیں ہے، دنیا میں خوش فہم اور بے مغزے بھی تو آخر رہتے ہی ہیں مگر بچوں یا بے عقلوں کی حرکتوں کو کوئی اپنا مذہب نہیں بنا لیا کرتا، الا یہ کہ وہ بھی بچہ یا بے عقل ہو۔
بہر حال یہ کہنے والے کی افتادِ طبع پر منحصر ہے کہ وہ فورِ جذبات کی بنا پر اپنے ذہنی استحضار کی بات کر رہا ہے یا اپنے ممدوح کی ——— اگر شاعرانہ طبیعت کے استحضار کا نتیجہ ہے تو کچھ برا نہیں۔ ورنہ برا ہی برا ہے۔
جو شعراء پہلے ہو گزرے ہیں جب تک ان کا ذہنی پس منظر معلوم نہ ہو اس وقت تک ہم اسے ذہنی استحضار کی بات تصور کریں گے کیونکہ یہ قدرتی بھی ہے اور عام بھی۔ اس لیے ہم اس حد تک اسے جائز تصور کرتے ہیں۔

عزیز زبیدی۔ وار برٹن۔
ضلع شیخوپورہ

★ جناب ماہر القادری صاحب

۱۱ راگست ۷۵ء

جنابِ مکرم۔ السلام علیکم

یاد آوری کا دلی شکریہ! اپنے دونوں سوالوں کے جواب ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے بعد مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر و برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے حضور کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ امام الانبیاء، سرورِ دوجہاں، سید البشر، افضل الخلق، حجۃ الکبریٰ، آیت اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قسم کی مدح و نعت مبالغہ نہیں ہے۔

— آج یوسفؑ بھی ان کی غلامی میں ہیں — تو نے دیکھا زلیخا ہمارا نبی
— نبی سارے ہیں خدامِ محمد
— ہر نبی کو سندِ نبوت کی — آپ کے آستاں سے ملتی ہے
— جبریلِ امیں خادم و دربانِ محمدؐ
— نور سے نور ملا عرش پہ معراج کی رات

اس قسم کے اشعار میں وہ مبالغہ پایا جاتا ہے جو شریعت کی نگاہ سے پسندیدہ نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ غزل کا ایک شعر ہے ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دنیا کے دوستوں جیسی یک رنگی اور مساوات پائی جاتی ہے جس سے توحید مجروح ہوتی ہے۔ بندہ چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مرتبہ کا فرق، زمین و آسمان کے بُعد سے زیادہ بُعد ہے یہ تشبیہ بھی ناقص ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا" اس عقیدہ کے ساتھ پکارنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پکارنے والے کی پکار سن کر اس کا دکھ درد دُور فرما دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کے تمام اختیارات حضور کو سونپ دیے ہیں، رزق، حیات، شفاء اور جود و عطا سب آپ کے دستِ قدرت میں ہے۔ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اور اس عقیدے کے ساتھ "یا" کا تخاطب بھی شرک ہوگا۔

ہاں! ذوق و شوق میں "یا" منہ سے نکل جائے یا شعر میں نظم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں بھی جہاں تک احتیاط برتی جائے بہتر ہے کہ اصل چیز "توحید" ہے۔ اس پر حرف نہیں آنا چاہیے۔ التحیات میں "السلام علیک ایھا النبی" پڑھا بھی جاتا ہے۔

شاعری میں بادِ صبا سے، چاند سے، پھولوں سے اور خود محبوب سے "یا" کے ساتھ خطاب کرتے ہیں اور یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ بادِ صبا اور مہ و انجم صاحبِ قدرت، اور صاحبِ سمع و بصر ہیں یا محبوب، محب کے خطاب کو سن رہا ہے اور سینکڑوں میل سے محبوب اپنے محب کی بے چینی دور کر دے گا۔ یہ جذبہ محبت ہے جو "یا" بن جاتا ہے۔

[illegible]

★ پروفیسر منظور احسن عباسی

نعتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو حمدِ الٰہی کی طرح فرائض دینیہ میں سے ہے اور نہ سلاطین و امراء کی مدح و ستائش کی طرح معیوب و مکروہ ہے بلکہ ایک عمل مستحسن اور بعض صورتوں میں ذاتِ اقدس نبوی کے ساتھ والہانہ مہر و ولا کا ایک ذریعہ ہونے کے باعث بہت بڑے اجر کا باعث بھی ہے۔

نعت کہنے والوں میں صحابیِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت کو درجۂ اولیت حاصل ہے جن کے اشعارِ نعت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استماع فرما کر ان کی تحسین فرمائی۔ نعت گوئی کے لیے یہ واقعہ نہ صرف اس کے جواز کی دلیل ہے بلکہ یہ عمل مستوجبِ تحسین بھی ہے اور اگر اشعارِ نعت کے زیر اثر مستمعین کے قلوب میں ذاتِ اطہر کے لیے محبت و الفت یا احترام و عقیدت کے جذبات ابھرنے لگیں تو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میرے نزدیک وہ نعت ذریعہ نجات ہے ۔

اشعارِ نعت کی حقیقت یہ ہے کہ ان میں حضورؐ کی سیرتِ طیبہ ، اسوۂ حسنہ اور محاسن و مکارمِ اخلاق کا ذکر کیا جائے اور چونکہ صفاتِ عالیہ کے نقطۂ نظر سے کوئی فردِ بشر ان سے افضل و اشرف بلکہ ان کا سہیم و عدیل نہیں ہے اس لیے خواہ کتنی ہی خوبیوں کا مذکور ہو نعتِ نبوی میں مبالغہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اس عاجز کا ایک شعر ہے ۔

ہمتائے ذاتِ سیدِ کون و مکاں نہیں
دونوں جہاں میں نہیں دونوں جہاں نہیں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ حقیقت ہے کہ ان کے علاوہ جس کے لیے بھی یہ بیان ہو مبالغہ ہے ۔ مبالغہ کے معنی یہ ہیں کہ حقیقت نفس الامری سے بڑھا کر کوئی بات کہی جائے ۔ شعراء کے نزدیک اس باب میں جس قدر کذب بیانی سے کام لیا جائے اتنا ہی قابلِ قدر ہوتا ہے ۔ چنانچہ مبالغہ آمیز اشعار کے بارے میں کہا جاتا ہے اکذبہ اعذبہ یعنی شعر میں دروغ ترین قول شیریں ترین تصور ہوتا ہے لیکن محاسن مجردہ میں سے جس خوبی کو بھی ذاتِ اقدس سے نسبت دی جائے وہ حقیقت کا اظہار ہوگا کیونکہ کائناتِ حُسن و خوبی میں سے کوئی امر ایسا نہیں جو آپ میں موجود نہ ہو ۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ صفت بھی فخرِ نبوت کی نسبت سے حقیقت اور ان کے ماسوا سب کے لیے مبالغہ ہے کیوں کہ فضل و شرف کے لحاظ سے خواہ کوئی ہستی کتنی ہی بلند ہو اس ذاتِ ارفع کے مقابلہ میں پست اور ادنیٰ ہے ۔

واضح ہو کہ ہم نے جس فضل و شرف کا ذکر کیا ہے اس سے مراد وہ فضل و شرف ہے جو اللہ کے نزدیک معتبر ہے ۔ اہلِ دنیا مال و دولت اور حکومت و اقتدار میں جس فرقِ مراتب کے قائل ہیں وہ حقیقی معنوں میں فضل و شرف نہیں ہے لہٰذا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف انسان کے خود ساختہ فضل و شرف کی نسبت سے کی جائے تو وہ نعت یا تمجید و توصیف نہیں بلکہ ہجو یا تحقیر و تذلیل ہے نعوذ باللہ ۔ مثلاً شہسواری ، تیغ زنی ، خوش خوراکی ، خوش لباسی ، محفل آرائی ، جاہ و حشم یا فراوانیٔ مال و متاع وغیرہ کی صفات سے ذاتِ اقدس کو متصف قرار دینا اور اسے نعت کہنا تعریف کی بجائے توہین ہے البتہ ان کی عالی حوصلگی ، کفر شکنی ، قناعت ، حیا ، تعلق باللہ اور مہبطِ انعاماتِ الٰہیہ ہونے کی نسبت سے جس قدر بھی توصیف کی جائے کم ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی سب سے بڑی خوبی طاعت و عبودیت ہے اور سب سے بڑا عیب سرکشی و خودسری ہے لہٰذا کوئی ایسی ستائش جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شانِ عبودیت کی ذرہ برابر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بھی مخالفت کا شائبہ ہو وہ معصیت، ان کی شانِ نبوت کے منافی اور بارگاہِ نبوی میں سوءِ ادب کے مترادف ہے۔
یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم و بصیرت اپنے نعتیہ اشعار کے ذریعہ ایسے خیالات کے اظہار میں احتیاط سے کام لیتے ہیں جو حضورؐ کی شانِ عبدیت کے منافی ہوں اور معیدہ گو شعراء کے عام دستور کے علی الرغم مبالغہ، غلو، محال اور خلافِ عقل تحسین و تعریف سے قطعاً گریز کرتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اپنے ممدوحین امراء و سلاطین کی طرح اللہ کے محبوب ترین بندہ کو اس کی اپنی مرضی اور اس کے مقصد کے خلاف اللہ کا ہم مرتبہ بنا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کی سب سے بہتر مدح یا نعت وہ ہے جس میں ان کی سیرتِ طیبہ کے گوشوں کو پیش کیا گیا ہو کیونکہ ان کے افضل البشر، سید الانبیاء، حبیبِ خدا اور رحمۃ للعالمین ہونے کی یہی سب سے بڑی دلیل ہے اور یہی وہ فضائل ہیں جو تمام کائنات میں کسی کو حاصل نہیں ہیں۔
واضح ہو کہ کمال احتیاط کے باعث بعض با خبر اصحابِ نظم و نثر دونوں صورتوں میں بالفاظ ندا حضورؐ کو پکارنے یا براہِ راست تخاطب کو پسند نہیں فرماتے اور میں ذاتی طور پر اشعار میں بار بار حضورؐ کے اسمائے گرامی کے استعمال کو بھی ایک حد تک سوءِ ادب خیال کرتا ہوں ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

تاہم ان دونوں باتوں میں زیادہ تشدد ضروری نہیں معلوم ہوتا تا آنکہ یہ ندا یا تخاطب اللہ کو پکارنے یا منادی و مخاطب سے استجابت مدعا کی نیت سے یا اس کے مشابہ نہ ہو کیونکہ بہرحال اجابتِ دعا یا حلِ مقاصد صرف ذاتِ واحد کی خصوصیت ہے اور دانشمندی اس میں ہے کہ ماسوا اللہ کی مدح میں کوئی شائبہ شرک باللہ نہ ہونے پائے۔ اس باب میں میری رائے یہ ہے کہ ادبیاتِ نظم و نثر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست تخاطب کی ہر صورت پر قدغن ضروری نہیں ہے۔ خاص کر ان اصحاب کے لیے جو فکر صحیح کے مالک اور آدابِ دینی سے واقف ہوں۔
براہِ راست تخاطب کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں مطلق شائبہ شرک نہیں ہے مثلاً ایک غریب الوطن اپنے وطن کو یاد کر کے اسے پکارتا ہے یا ایک مریض بے کس اپنے ماں باپ کو والہانہ آواز دیتا ہے یا شعراء اپنے اشعار میں اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہیں چنانچہ بعض نعتوں میں بھی دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یا مدینہ کی گلیوں یا بادِ صبا کو خطاب کر کے اظہارِ ذوق و شوق کیا گیا ہے۔ اس طرح کا تخاطب نہ صرف یہ کہ روا ہے بلکہ اہلِ دل کو اس سے باز رکھنا ممکن ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

نیاز مند
منظور احسن عباسی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ